JOURNAL OF RESEARCH (URDU)

ISSN (Print): 1726-9067, ISSN (Online):1816-3424
Volume No. 40, Issue No.01

JOURNAL'S PROFILE

Journal of Research (Urdu) is a bi-annual "Y" category journal approved by Higher Education Commission of Pakistan.
It started in 2001 from Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan). At that time, it was owned by the Faculty of Languages & Islamic Studies. Later in 2008, Higher Education Commission of Pakistan recognized it as a research journal of Urdu in Category "Z". Since then, it is owned by the Department of Urdu, BZU, Multan. In 2014, it was upgraded and accepted for Category "Y".

CONTACT

Dr. Muhammad Khawar Nawazish
Editor, Journal of Research
Department of Urdu, BZU Multan-60800

MOBILE:
+92 300 9561745

WEBSITE:
https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

EMAIL:
jorurdu@bzu.edu.pk
khawarnawazish@bzu.edu.pk

ADDRESS

Office of the Journal of Research (Urdu), Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University, Multan

TITLE OF THE PAPER

کلامِ آتش میں تلمیحات کی متنوع جہات

AUTHOR(S)

* **Farwa Aisha**
PhD Scholar, Department of Urdu
G.C. University, Faisalabad

** **Dr. Abdul Aziz Malik**
Assistant Professor, Department of Urdu
G.C. University, Faisalabad

CONTACT

** azizmaliksgd@gmail.com

HISTORY OF THE PAPER

Received on: April 22, 2024
Accepted on: June 25, 2024
Published on: June 30, 2024

DETAIL(S)

Volume No. 40, Issue No. 01, Page No: 81-97
Publisher:
Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University
Multan (Pakistan)-60800

LICENSE

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

COPYRIGHT

©The author(s) 2024. ©Journal of Research (Urdu) 2024.
This publication is an open access article.

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

* فروا عائشہ ** ڈاکٹر عبد العزیز ملک

کلامِ آتش میں تلمیحات کی متنوع جہات

Diverse Aspects of Allusions in Kalam Atash

ABSTRACT

Haider Ali is the representative poet of Atash Dabestan Lucknow. Atash describes poetry as minimalist. The use of artifice in his speech makes him unique and distinguished from other poets. In Kalam Atash, many industries of art and art are used. They prefer words with good meaning. Artifice, complexity, and literalness are the prominent features of his poetry. Kalam Atash contains a wealth of personal allusions. Which is a proof of his ability and understanding of language. They bring forth the diverse situation of political, social, socio-geographical decline specific to their era through the descriptions of Islamic, historical and mythological characters. Through these personal allusions, instead of compromising with the political and social situation of his era, he creates a poetic atmosphere of reaction against it.

KEYWORDS

Dabastan-e-Lucknow, Knowledge and Innovation, Talmeeh, Poetry, Mythology

حیدر علی آتش دبستان لکھنو کے نمائندہ ہیں۔ مصحفی اور انشاء کے بعد لکھنوی دبستان آتش و ناسخ کی شاعری کے گرد گھومتا ہے۔ ناسخ نے اصلاحِ زبان، محاورے، روزمرہ کی درستی اور بندشوں کی چُستی پر زور دیا۔ نئ تراکیب اور نئ لفظیات کو شعوری طور پر متعارف کرانے کی کوشش کی وار ان لفظیات کے جمالیاتی پہلوؤں کا خاص خیال رکھا۔ آتش نے شاعری کو مصع سازی قرار دیا اور اپنے اس قول کو کہ شاعری میں الفاظ کا استعمال نگوں میں جڑنے کے کام کے مترادف ہے کو سچ کر دکھایا اُن کے کلام لفظوں، تراکیب، صنائع، بدائع کا استعمال تازگی و شادابی کا سبب بنا۔ آتش نے غزل کو عمر بھر سینے سے لگائے رکھا اس کی زلفیں سنوارتے رہے اور اس میں مرصع سازی کے فن دکھائے ان کی غزل میں انسانی زیست کے جملہ بیانیے کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ آتش جب جوان تھا تب اُس کی شوریدہ مزاجی

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

اور بانکپن کے قصے زبانِ زدعام تھے۔کلام آتش میں صنائع لفظی اور صنائع معنوی کی صنعتیں استعمال ہوئیں ہیں وہ معنی کے ساتھ ساتھ عمدگی الفاظ کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اس دور میں تصنع، تکلف اور رعایت لفظی ہی شاعری کی جان تصور ہوتیں تھیں۔

"تلمیح عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی اشارہ کرنا یا اچٹتی نگاہ ڈالنا کے ہیں۔"(1)

"شاعر کا اپنے کلام یا نثر نگار کا اپنی نثر میں کسی مشہور واقعے یا مسئلہ روایت قصے، شخص، چیز جگہ، شعر، حدیث، قرآنی آیت یا فنی اصطلاح ی طرف اشارہ کرنا تلمیح کہلاتا ہے۔"(2)

آتش نے علم بیان و بدیع کے جملہ عناصر کو اپنی غزل میں استعمال کی کامیاب کوشش کی ہے۔تشبیہ، استعارہ، تلمیح، روزمرہ محاورہ، کنایہ، مجاز مرسل اور دیگر صنایع و بدائع اور جملہ عناصر کی بنت کاری اور امیج سازی کا تاثر غزلیات آتش میں جابجا دیکھا جا سکتا ہے۔آتش کی طبیعت میں درویشی اور قلندری کے عناصر فطرتاً موجود تھے۔اسلام کی تعلیمات سے گہری شناسائی تھی۔علاوہ ازیں ماحول، معاشرت اور خانگی معاملات کی تنزلی نے ان کے مذہبی بیانیے اور موحدی رجحانات کو مزید مہمیز کیا۔

آتش نے فن تلمیح سے جو کام لیا ہے وہ ان کے ہم عصر کے ہاں خال خال دکھائی دیتا ہے۔آتش نے زبان پر استادانہ گرفت کی دستیابی کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا بلکہ شعوری طور پر غزل کی زبان کو مرصع کرنے کی کوشش کی ہے۔آتش کے ہاں تلمیح کا ایک بحر ذخار موجود ہے جسے ان کی زبان دانی پر گرفت اور لیاقت کا حوالہ بنا کر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آتش کی لسانی اُپچ بہت بڑھی اور منجھی ہوئی تھی۔آتش نے تلمیح کی مبادیات اور اس کے شاعرانہ استعمال کو کمال مہارت کے ساتھ غزل کے سانچے میں پُرو دیا ہے۔آتش کے ہاں نمرود، شیطان، ابلیس، منصور، ایوب اسلامی و تاریخی اور اساطیری کردار ہونے کے علاوہ عہد حاضر کی سیاسی صورت حال کا غماز بھی ہیں۔آتش نے شخصی تلمیحات سے عہد حاضر کی مخصوص سیاسی و سماجی اور معاشرتی و جغرافیائی تنزل کی متنوع صورتوں کو سامنے لانے

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

کے لیے برتا ہے۔آتش غزلیات میں شخصی تلمیحات کا ایک خزانہ موجود ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ آتش نے اپنے زمانے کی جملہ صور تحال سے سمجھوتہ نہیں کیا بلکہ اس کے خلاف رد عمل کی ایک شاعرانہ فضا قائم کی ہے جس میں شاعر کا احتجاج واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

تلمیح علم بدیع کی ایک ایسی صنعت ہے جس کا ایجاز یہ ہے کہ اس میں نہایت آسانی سے ہزاروں برس کہنہ واقعے اور کردار کو عہد حاضر کا نمائندہ بنایا جاسکتا ہے۔اس شخصیت کے منہ سے وہ کچھ بلوایا جا سکتا ہے جو شاعر براہ راست نہیں کہہ سکتا۔ تلمیح کو آتش کے ہاں ایک مجسم خود کلامی کی حیثیت حاصل ہے جس نے آتش کے سماجی اور سیاسی شعور کو جلا بخشی ہے۔

یہ مضمون آتش کی غزلیات میں شخصی تلمیحات کی سیاسی و سماجی معنویت کے پیش نظر کھوج لگانے کی ایک سعی ہے جس سے آتش کے سیاسی و سماجی بیانیے اور شخصیات تاریخ و مذہب اور اساطیر سے اپنے عہد کی مخصوص صور تحال کی ترجمانی کے عصر کو سامنے لایا جا سکتا ہے۔

ابراہیم ادہم: ابراہیم ادہم ایک مشہور بغداد کے بزرگ گزرے ہیں۔ان کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ بادشاہ تھے کہ اچانک ایک رات خواب میں کچھ دیکھا جس سے شدید متاثر ہوئے اور جلد راج پاٹ چھوڑ کر راہ الٰہی میں جنگل دین کی راہ لی اور مدتوں تصور خدا کے گیان میں غرق رہ کر حقیقی عرفان کو پالیا اور اپنے زمانے کے امام تصوف بنے

آتش کا مزاج صوفیانہ ہے اور اواخر عمر میں باقاعدہ عملی طور پر درویشی اور فقر کو اختیار کر لیا تھا۔آتش نے ابراہیم ادہم کے در کی فقیری کو بادشاہی سے برتر گردانا ہے اور حال ابراہیم ادہم سے اپنے عہد کے صاحب اختیار مسند نشین کو خبر دار کیا ہے کہ جہاں فقیری کا در کھلتا ہے وہاں بادشاہی اپنے گھٹنے ٹیک کر سرنگوں ہوتی ہے:

ترے در کی فقیری کو شرف ہے بادشاہی پر
گواہ اُس قول کا ہے حال ابراہیم ادہم کا(3)

مبدل صبر بے تابی سے ہو جائے
اگر دیکھیں تری ایوب صورت(4)

ایوب: ایوب رب تعالی کے بر گزیدہ نبی تھے جنھیں ایک طویل آزمائش کے باوجود صابر پایا گیا اوران کے لیے صبر ایوب کی تلمیح کلاسیکی غزل میں مستعمل ہوئی۔ رب تعالیٰ نے ایوب کے صبر اور شکر اور ہر حال میں راضی بر رضا رہنے کے انداز کو قرآن میں خوب سراہاہے اور اپنا صابر بندہ قرار دیا ہے۔ آتش نے ایوب کے صبر کے مبدل کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ تاثر دیا ہے کہ ایوب کی طرح صبر کا انتہائی اعلی مظاہرہ کرنا ممکن نہیں کہ یہ حوصلہ صرف ایوب میں تھا۔

اوسر دو اشک گرم در نگ زرد و در عشق
دے جو مون کو ترکیب، جالینوس ہے(5)

جالینوس: جالینوس ایک مشہور حکیم اور ماہر طب گزرا ہے۔ اس کے بارے میں مشہور ہے اس نے علم طب کو ایک نیا رخ دیا اور بہت سی ناممکن بیماریوں کا علاج دریافت کیا۔ علم طب پر اس نے سیکڑوں کتابیں لکھیں اور اپنے تجربات سے حکمت کے میدان میں ناقابل ثانی کارنامے چھوڑے ہے۔ اس نے دُنیا بھر کا سفر کیا اور مختلف درباروں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہا۔ نباتات و جمادات اور اشجار کی ترکیبی کیفیت اور ماہیت کی کیمیائی خاصیتوں کو جالینوس نے جس انداز سے پرکھا اور اس کے بارے میں مفصل لکھا یہ اپنے آپ میں اس کے قیامت تک باقی رہنے کا جواز ہی آتش نے اپنی حالت زار کو جالینوس کے سامنے رکھ دیا ہے اور میمون کی ترکیب کا سر مالک لیا ہے۔ کہتے ہیں کہ فراق یار میں حالت سرد و گرد م و خشک و تر دور دور ہو گئی ہے اور اب اس کیفیت سے نکلنے کی کوئی ترکیب دی جائے کہ حال بہت ابتر ہے اور وصال یار کی کوئی ہموار ہیں اور ہی۔

چنگیز: چنگیز خان اوتائی خاندان کا سربراہ تھا اس نے تاتار سلطنت کی بنیاد رکھی۔ جوانی میں ایک وسیع علاقے کو تاراج کیا اور انعام میں سلطنت کے اہم عہدے پر متمکن ہوا۔ مشہور ہے کہ چنگیز خان نے آدھی سے زیادہ دنیا کو اپنی قلمرو میں شامل کیا۔ اس کی دہشت اور وحشت کا یہ عالم تھا جس جگہ سے گزر جاتا تباہی و بربادی اس جگہ کا مقدر بن جاتی۔ رحم و انصاف وہمدردی کا شائبہ تک اس کی شخصیت میں نہ تھا۔ بڑھاپے میں اسے اپنی کارستانیوں پر ندامت ہوئی اور اس نے ویران و بے آباد علاقوں کو آباد کرنے کی کوشش کی۔

آتش نے عباسیوں کے ظلم وجور کو چنگیزی قرار دیا ہے اور خلق کے خون کی بہائی نہروں کو علم چنگیز کی ناقابل فراموش روایت قرار دیا ہے جس کی پاسداری ہر دو کے کبر ونخوت میں مبتلا فرماں روا کرتے آئے ہیں۔ آتش نے طرز چنگیزی کو سخت الفاظ میں مذمتی رویہ ٹھہرایا ہے اور یہ تاثر دیا ہے کہ ہر دور کے چنگیز کی عبرت کا سامان اس کی موت کی صورت اس کے سامنے ہر وقت موجود رہتا ہے لیکن یہ دولت واختیار وتخت کے نشے میں اس انجام سے بے خبر ظلم وجور سے باز نہیں آتے۔

کم نہیں عباسیوں سے مفسدہ پرداز غیر
توڑیے دکھلا کے آنکھ ان پر غضب چنگیز کا(6)

ظلم کرتے ہیں بیان سنگ دل بہر نمود
شہرہ آفاق خونِ خلق سے چنگیز سے(7)

خسرو پرویز مشہور بادشاہ گزرا ہے جس کی خوبصورت بیوی شیریں تھی۔ خسرو کی اپنی ذاتی کوئی خوبی نہ تھی اس کی شہرت کا دارومدار اس کی بیوی شیریں کا حسن وجمال ہے اور اس حسن کو دائمی شہرت فرہاد ایک بت تراش نے دی جو شیریں پر عاشق ہو گیا تھا اور اس کے حصول کے لیے فرہاد کے کوہ بتیسون پہاڑ کو کاٹ کر نہر بہا دینے کے چیلنج کو نہ صرف قبول کیا بلکہ یہ ناممکن کام کر بھی ڈالا مگر خسرو نے چالاکی سے اسے خودکشی پر مجبور کر دیا اور شیریں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا۔

آتش نے خسرو کے حوالے سے شیریں اور فرہاد کے عشق کی خوب تحسین وستائش کی ہے۔ کہتے ہیں کہ فرہاد نے شیریں کے عشق میں جان کھو کر حقیقی معنی میں عشق کی سربلندی اور صداقت کو سچ ثابت کر دکھایا جبکہ خسرو محض روباہی خصلت کے پیش نظر آج کی طعن ونفرین کا سراپا تعارف بن گیا ہے۔ آتش نے فرہاد کے لیے مجنوں سے برتر مقام کی پیش کش کی ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر مجنوں فرہاد کی استقامت کو دیکھتا تو لیلی کو چھوڑ کر فرہاد کی معقدی قبول کر لیتا۔

تکلف کیا جو کھوئی جان شیریں پھوڑ کر سر کو
جو غیرت تھی تو پھر خسرو سے ہوتا کوہکن بگڑا(8)

عشق شیریں میں عبث دونوں کو ہے آپس میں رشک

کوہ کن خسرو، نہ خسرو کوہ کن ہو جائے گا(9)

تمھیں دیکھے تو مجنوں سے سوا لیلی ہو دیوانی

تمھاری دل فریبی چھین لے خسرو سے شیریں کو(10)

خضر: خضر ایک نیک بندہ، بزرگ، ولی، نبی اور جانے کیا کیا لقب سے مقلب ہے۔اس کے بارے میں سیکڑوں قصے کہانیاں مشہور ہے۔عام طور سے اس کے بارے میں مشہور قصہ ہے کہ یہ ایک نیک شخصیت ہیں آب حیات پی کر قیامت تک کی زندگی پر دسترس رکھتے ہیں۔پانی میں رہتے ہیں، بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھاتے ہیں، سبز لباس پہنتے ہیں لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہتے ہیں۔سکندر کو آب حیات تک لے گئے لیکن جام آب حیات سے محروم رکھا۔ "حضرت بلیا ابوالعباس (عرف عام خضر) کے والد کا نام ملکان'' ہے۔''خضران کا لقب ہے۔''خضر" کے معنی "سبز چیز'' کے ہیں۔یہ جہاں بیٹھتے تھے وہاں ہری گھاس اُگ آتی تھی اس اختصاص کی وجہ سے یہ خضر مشہو ہوئے۔خضر حضرت ذوالقرنین کے وزیر اور جنگلوں کے علمبردار رہے ہیں۔خضر، حضرت سام بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ اصحاب عرفان اس پر متفق ہیں کہ حضرت خضر زندہ ہیں۔(11)

آتش نے خضر کو پیمبر قرار دیا ہے۔کہتے ہیں کہ سبزہ خدا کی جھلک سے عشاق کے دل کو گھائل کرنے سے تمہارا حشر خضر پیمبر کے ساتھ ہو گا کہ خضر نے سکندر کے ساتھ ایسی ہی بے انصافی کی تھی اور چالاکی سے خود آب حیات پی لیا لیکن سکندر کو نامراد کر دیا۔آتش نے سبزہ خط کی رعایت سے امر دپرستانہ روایت کا تتبع کیا ہے۔

ذقن یار میں کی خط نے رسائی پیدا

چاہِ یوسف میں خضر بہر تماشا اُترا(12)

سبزہ،خط کو دکھا کر تو تمہارا ہے جنھیں

حشران لوگوں کا ہو گا خضر پیغمبر کے ساتھ(13)

خلیل اللہ: خلیل اللہ سے مراد اللہ کا دوست ہے۔یہ کنیت حضرت ابراہیم کی ہے جو رب تعالیٰ کے برگزیدہ بنے تھے۔ رب تعالیٰ نے ان کو اپنے دین کی از سر نو ترویج کے لیے منتخب کیا ہے۔آپ کے والد حضرت ابراہیم نے ایک خواب

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

میں قربانی دینے کا اشارہ پایا تو اپنے بیٹے یعنی اسماعیل کے ہاتھ پاؤں باندھ کر گلے پر چھری پھیر دی جو عین اُسی لمحے دُنبے کی صورت میں مقبول ہوئی اس واقعے کی نسبت سے خلیل اللہ پکارا جاتا ہے۔

آتش نے خلیل اللہ تلمیح کے پس پردہ ابراہیم سے پیش آئے نمرود کے واقعے کا ذکر کیا ہے۔آتش نے کعبہ کی رعایت سے ایک دلآویز نکتہ تراشا ہے۔ کہتے ہیں کہ دل رب کے کعبہ کی طرح نہیں ہے جس میں ہر اہل ایمان کی رسائی ہو جائے بلکہ یہ خدا کے گھر سے ذرا مختلف ہے یہاں سر کے بل چل کر اجابت کا موقع میسر آتا ہے۔آتش نے ابراہیم کی میزبانی کی طرف اشارا کیا ہے اور یہ تاثر دیا ہے کہ مہمان کے بغیر خلیل کا کھانا نہ کھانا ان کے اعلیٰ ظرف اور حب انسانی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

باغ و بہار آتش نمرود کو کیا
مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا(14)

نہ جب تک ہم پیالہ ہو کوئی بھی سے نہیں پیتا
نہیں مہماں تو فاقہ ہے خلیل اللہ کے گھر میں(15)

خلیل کا اسے کعبہ نہ جانیو آتش
خدا کا گھر ہے یہ،دل تک رسائی مشکل ہے(16)

رستم: رستم ایک دلیر ناقابل شکست سپہ سالار ہے۔رستم کی شخصیت اور اس کی بہادری کے قصے دُنیا کی بیشتر زبانوں میں مذکور ہیں۔ فارسی ادبیات میں رستم ایک مستقل موضوع کی حیثیت سے موجود ہے۔کلاسیکی غزل شعرا کے ہاں رستم سے متعلق قصے کہانیوں پر بنی تلمیحات کا ایک خزانہ ملتا ہے۔رستم بہادر جنگ جو تھا جس نے بچپن سے تلوار سنبھالی اور مرتے دم تک اس تلوار کی نوک کو خون میں ڈبوئے رکھا۔زال کی سادانت کے لیے راستہ رستم نے صاف کیا۔

آتش نے رستم کی طلسمی شخصیت کے پہلوؤں کو کمال ذوق سے بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ عشق کا اکھاڑا کسی نامرد مخنث کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ زور مرد کا کام ہے جو چار دن کی کشتی سے اسے چت نہیں کر سکتا کہ یہاں تو سر کے

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

بل اتر ناپڑتا ہے اور تن من دھن قربان کیے بغیر کامیابی کا امکان ممکن نہیں۔ آتش نے پہلوانی کی روایت کو رستم کی دھاک سے منسوب کر دیا ہے۔ آتش نے اپنے عہد کے محتسب کو رستم کی رعب دار شخصیت کے تحکم سے ڈرایا ہے۔

عتاب یار سے رنگ رخ مریخ اُڑتا ہے
نگاو خشمگیں کرتی ہے زہرہ آب رستم کا(17)

زور مردانہ اکھاڑا ہے، اکھاڑا عشق کا
چار دن کشتی لڑا جو اس میں وہ رستم ہو(18)

مرد سے بہتر ہے نام مرد، سچ ہے یہ مثل
پہلوانی ہے سو ہے رستم کی آتش دھاک ہے(19)

زلیخا: زلیخا سے مراد عزیز مصر کی بیوی زلیخا ہے جو یوسف پر فریفتہ ہو گئی تھی اور انھیں حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی یہاں تک کہ عشق یوسف میں کھانا پینا اور شغل بزم کے کبھی مظاہر سے منہ موڑ کر فقط خیال یوسف میں غرق رہتی تھی۔ زلیخا کی اس شدت وابستگی نے اسے جذب و جنون میں مبتلا کر دیا تھا۔ آتش نے زلیخا کو تصویر یوسف سے تسکین حاصل کرنے کا واحد ذریعہ بتایا ہے۔

نہ کھینچا تھا زلیخا کو دامنِ یوسف
اُس کا پردہ عصمت دریدہ ہونا تھا(20)

زلیخا کو دیکھاے آسماں تصویر یوسف کی
یہ دل دیوانہ ہے جس کا، پری پیکر ہے وہ لڑکا(21)

آگاہ جذب عشق زلیخا سے تھا نہ حُسن
یوسف کو چاہ میں خبر کارواں نہ تھی(22)

آتش نے زلیخا کی دُعا کے قبول ہونے کا اثر یوں بیان کیا کہ مصر کا بازار عجب روپ دھارے ہوئے ہے۔ یہ مصر کا بازار شاعر کا اپنا بازار لکھنو ہے جس میں شاعر اپنے معشوق کے حُسن جمال کا نظارہ کرے گا اور اسے اپنی قسمت کا

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

نصیبہ سمجھتا ہے۔آتش نے یوسف کو زلینا کے عشق کی مطلق خبر نہ ہونے اور زلیخا کو یوسف کے اس کے محل میں تابع فرمان غلام کی حیثیت سے چلے آنے کا تصور بھی نہ تھا۔

سامری: سامری بنی اسرائیل کے عہد میں موسیٰ کے زمانے کا ایک جادو گر تھا۔ یہ بہت ذہن وفطین اور چالاک وابلیسی ذہنیت کا حامل تھا۔ موسی چالیس دن کے لیے کوہ طور پر روانہ ہوئے اور اپنے بھائی ہارون کو بنی اسرائیل کی رُشد و ہدائیت اور خبر گیری کے لیے مقرر کر گئے۔ سامری نے فائدہ اُٹھا کر ایک گوسالہ یعنی ایک جانور نما پتلا بنایا جس کے پیٹ سے عجیب و غریب آواز میں نکلتی تھیں۔اس گوسالہ کو اپنے پیمبر ہونے اور معجزہ قرار دے کر اس نے اپنا اعتماد حاصل کیا اور بنی اسرائیل کو اس گوسالہ کی پرستش پر لگا دیا۔ موسیٰ واپس آئے اور اس کا قلع قمع کرنے میں جت گئے۔آتش نے سامری کے سحر کی مدح کی ہے اور ید بیضا کے مقابلے میں گوسالہ کی ساحری کو برتر خیال کیا ہے۔ کلاسیکی غزل میں محبوب بے مروتی کی بے ایفائی کے طنز آمیز رویئے اور نوک جھونک اور عاشق کو طرح طرح سے ستانے جلانے اور تڑپانے کے جملہ احساسات کو سامری گوسالہ سے تشبیہ دیتے ہیں:

لب جاں بخش کے اعجاز کا ہے عیسی ہے قتل
سامری کشتہ ہے آنکھوں کی فسوں کاری کا(23)

روے روشن کم ید بیضاے موسی سے نہیں
سامری وقت وہ چشم فسوں پرداز ہے(24)

سکندر: سکندر زمانے کا مشہور ترین نا قابل شکست سپہ سالا بادشاہ گزرا ہے جس نے آدھی سے دنیا کو فتح کیا تھا۔اس کی فتوحات کے جھنڈے ملکوں ملکوں اس کی بہادری و شجاعت کے قصے ہنوز سُناتے ہیں۔ بادشاہ سکندر نے اپنی زندگی میں پشت بستر پر نہیں لگائی۔اس کے جس تیزی اور پھرتی سے دنیا کو تسخیر کر کے اپنی قلمرو میں شامل کیا کوئی دوسری مثال ہنوز تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ سکندر کی موت نے موت کے فلسفے کو اس کی شخصیت کا ماتمی استعارہ بنا دیا ہے۔ سکندر کی زندگی اور بے وقت کی موت اس کی شخصیت کے دورخ ہیں جن میں پُر اسراریت اور حیرانی بھری پڑی ہے۔

صاف آئینے سے رُخسار ہے اُس دلبر کا
یہ خدا ہے بنایا تو وہ اسکندر کا(25)

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

تیری تمثال سے روشن یہ ہوا آتش حسن
آئنے کو بھی ہے اقبال سکندر متا(26)
نظر آئی مرے بدخو کو جو صورت ٹیڑھی
ساتھ آئینے کے ہوئے گا سکندر ٹکڑے(27)

"قدیم مقدونیہ کا الیگزینڈر دی گریٹ میں سال کی عمر میں بادشاہ بنا۔ 23 سال کی عمر میں مقدونیہ سے نکلا۔ اس نے سب سے پہلے یونان کو فتح کیا۔ اس کے بعد ترکی میں گھوڑے داخل کیے۔ ترکی سے ایران کے ناقابل شکست بادشاہ دارا کو شکست دے کر شام، یروشلم اور بابل تک کو اپنی فتوحات میں شامل کرتے ہوئے کابل سے ہندوستان آیا جہاں اس نے راجہ پورس کے زبردست لشکر کو:

"ڈھول چٹائی۔ ہندوستان کے شہر پھالیہ کے قریب اس کے گھوڑے کی موت ہوئی جس کی یاد پھالیہ شہر آباد کیا۔ واپسی کا سفر مکران سے شروع ہوا۔ راستے میں ٹائیفائیڈ میں مبتلا ہوا اور ۳۲۳ قبل مسیح میں صرف 33 برس کی عمر میں ناقابل شکست موت سے شکست کھا کر بخت نصر کے محل میں دفن ہوا۔ انسانی تاریخ اسے ایک عظیم جرنیل، فاتح بادشاہ ہونے کی وجہ سے الیگزنڈر دی گریٹ کے نام سے جانتی ہے۔"(28)

آتش نے سکندر کی ذات و شخصیت اور افکار کو شاعرانہ رنگ دینے کی کوشش کی ہے۔ کہتے ہیں سکندر نے آدھی سے زیادہ دُنیا کو فتح کیا لیکن جاتے ہوئے اپنے خالی ہاتھوں کو تابوت سے باہر نکلوایا تا کہ لوگ جان لیں کہ دُنیا سے کچھ بھی ساتھ لے جانے کے لیے نہیں ہے۔ سکندر کے اس فعل نے سکندر کی عزت میں جہاں اضافہ کیا ہے وہاں اس کے موت پر اٹل یقین کا خالی ہاتھ جواز بھی ہیں۔ آتش نے آئینہ سکندر کو محبوب بے مروت کے اصیل چہرے کی رنگت و تابانی دیکھنے کا ایک ذریعہ قرار دیا ہے اور آئینے کی نسبت سے اپنا جداگانہ نکتہ بھی پیش کیا ہے جو سکندر کی دریافت پر قدرے حیرانی میں پڑھنے والے کو مبتلا کر دیتا ہے۔

سیر اپنے باغ کی بھی نہ کرنے دی کفر نے
کاری بہشت کوئی نہ شدّاد سے ہوا(29)

شداد کو خدا سے نہ کرنی تھی ہمسری

دوزخ میں گھر، بہشت کی تعمیر سے ہوا(30)

شداد: شداد ایک مشہور بادشاہ گزرا ہے جس نے جنت کے ذکر اور اس کی نعمتوں اور فراانیوں کے سامان آسائش کو سُن کر دُنیا میں ایک مصنوعی جنت بنانے کا ارادہ ظاہر کیا اور اس ارادے کی تکمیل میں اپنا تن من دھن مع مال و متاع کے سب صرف کر ڈالا۔ عین شیارت کے موقع پر رب تعالیٰ نے اس کی روح قبض کروا کے اس کی خواہش زیارت جنت کو حسرت میں بدل کر اپنی حاکمیت کو شداد پر ہمیشہ کے لیے واضح کر دیا۔

"شداد جب تخت پر بیٹھا تو اس نے ہر چیز کو اپنی ملک میں شامل کرنے اور نئے سرے سے بنانے کے لیے خزانے کے منہ کھول دیے۔ اس نے جنت کا ذکر سنا تو ویسی ہی بنوانے کی ٹھان لی۔ جب جنت بن کر مکمل ہو گئی تب اس کو دیکھنے کے موقع پر شداد کی روح کو قبض کر لیا۔ یوں اس کی جنت کو دیکھنے کی حسرت ہی رہ گئی۔"(31)

آتش نے روایتی موضوع کو دلکش اور دلفریب انداز میں بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ شداد کو رب تعالیٰ سے خدائی کی ہمسری کی ضرورت نہ تھی۔ اس نے کفر میں مبتلا ہو کر سرکشی اختیار کی اور جنت بنا کر دوزخ میں اپنا گھر بنا لیا۔ اس کی خواہش کو رب تعالیٰ نے حسرت میں بدل کر اس پر ہمیشہ کے لیے واضح کر دیا کہ اصل مالک و مولا اور کُل اختیارات کا مالک میں ہوں اور یہ شاہی فقط مجھے ہی زیبا ہے۔

عیسیٰ سے نالہ دردِ دل کی خبر نہ کرتا

ذکر درونِ خانہ بیرون در نہ کرتا(32)

مسیحا ہے ہمارے عیسیٰ مریم کو کیا نسبت

شفا ہوتی ہے کس کے آستاں کی خاک سے پیدا(33)

عیسیٰ مریم وہ لعل رُوح پرور ہو گیا

روئے زیبا حسن یوسف سے پیمبر ہو گیا(34)

عیسیٰ: رب تعالیٰ نے عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کیا تھا اور یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ تھا جو ایک بار اور دوبارہ ہنوز ایسا سننے میں نہیں آیا ہے۔ عیسیٰ کو رب تعالیٰ نے متعدد معجزات و اعزازات سے نوازا۔ اماں مریم کی عظمت و شخصیت کے روشن پہلو اظہر من الشمس ہیں۔ کلاسیکی غزل میں عیسیٰ مریم سے شفایابی اور مدد طلب کی جاتی ہے۔ آتش نے مریم کی دُعا کی

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

برکت سے جدا عیسیٰ کی شخصیت کے خدوخال کو واضح کیا ہے اور اس سے خود کی کیفیت نزاعت کو منسوب کیا ہے اور اپنی درماندگی اور غریب الوطنی کو محبوب بے مروتکی بے اعتنائی سے جوڑنے کا شاعرانہ پل تعمیر کیا ہے۔ آتش نے عیسیٰ کو لعل مریم اور یوسف کو روئے زلیخا قرار دیا ہے۔

فریدون: فریدون اپنے زمانے کا مشہور سپہ سالا تھا جس نے ایرانی تہذیب و تمدن اور تاریخ پر اپنے گہرے اثرات مرتب کیے۔ فریدون کو افسانوی ایرانی ہیرو قرار دیا جاتا جس کی شان و شوکت کو سب سے پہلے فردوسی طوسی نے اپنے شاہنامہ میں متعارف کروایا تھا۔ اس کی دلیری، بہادری، شجاعت اور ذی فہم عسکری صلاحیتوں کے کارنامے فردوسی نے اپنے شاہنامے میں جس شاعرانہ اسلوب میں بیان کیے ہیں وہ انداز اتنا دلکش، اچھوتا اور دلفریب ہے کہ محض ایک افسانوی کردار و کو رستم و سہراب اور ضحاک و جمشید کے برابر فردوسی نے لا کھڑا کیا ہے۔

کلاسیکی غزل گو شعرا نے فارسی میں شخصیات کو اپنے ہاں زور و شور سے برتنے کی برابر کوشش کی ہے کہ ان کی غزل کا تانا بانا فارسی موضوعات و اسالیب سے ہی تیار ہوا ہے۔ آتش نے موت کی حقیقت کو واضح کرنے اور اس دار فانی کو جائے فانی قرار دینے کے لیے کسریٰ، فریدون، ضحاک و سکندر و جمشید و فرعون ایسے مطلق العنان بادشاہوں کی موت کو اشعار میں برتا ہے۔ کہتے ہیں اس دار فانی کی مسند پر کسی کو مستقل راج کرنے اور صاحب مطلق العنان سرفرازی نصیب نہیں ہوئی۔ یہاں کئی آئے اور گئے اور کسی کو مستقل امان نہ ملی کہ عالم امکانات میں مستقل اقامت کا کوئی عنصر باقی نہیں ہے۔

رفیع القدر ہر مصرع ہے اپنی بیت موزوں کا
نہ ایسا طاق کسریٰ تھا، نہ قصر ایسا فریدوں کا(35)

دار فنا سے اُٹھ گئے کیا کیا نہ تاج دار
کسریٰ نہ طاق میں، نہ فریدوں محل میں ہے(36)

فریاد: فرہاد ایک بت تراش تھا اور شاعر تھا اور بتوں پر شبیہ بنا کر عوام کو سحور کر لیتا تھا۔ اس کی بت تراشی دور دور تک مشہور تھی اور اس کی بنائی ہوئی مورتیاں بادشاہوں کے محل میں آویزاں ہوتی تھی۔ ایک دن اتفاق سے اس کی نظر خسرو پرویز بادشاہ کی بیوی شیریں پہ پڑ گئی جسے دیکھتے ہی فرہاد فریفتہ ہو گیا اور اس کا ہاتھ خسرو سے مانگ لیا۔ خسرو نے

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

شیریں کے بدلے کوہ بتیسون کو کاٹ کر نہر بہا دینے کا کام ممکن کر دینے کی صورت میں شیریں اس کے حوالے کرنے کا وعدہ کر لیا جسے فرہاد نے پورا کر دیا لیکن شیریں اسے مل نہ سکی اور فرہاد نے تیشہ سے خود کشی کر لی۔

آتش نے فرہاد سے ہمدردی ظاہر کی ہے اور اسے عاشق صادق قرار دیا ہے۔ آتش نے پیرزن کے ہاتھوں خسرو کی دُھوکے والی خبر سے خود کشی کرنے کے عمل کو زیادہ سراہا نہیں ہے بلکہ خسرو سے براہ راست مبارزت کی خواہش کی ہے۔ آتش نے یہ تاثر دیا ہے کہ گو فرہاد آج باقی نہیں ہے لیکن اس کے تیشے اور کوہ بتسیون کی بہر کے ناممکن کام کی سرفرازی اس کے مرد مومن ہونے اور عشق پر قربان ہونے کا استعارہ بن گئی ہے۔ آتش نے بیسویوں اشعار میں فرہاد کے قصے اور اس کی استقامت و بہادری کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے اور اسے خوب سراہا ہے۔

فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشے سے مر گیا
شیریں نے ناپسند مگر بے ستوں کیا(37)

لگائے پہلے ہی تیشے کو اپنے سر پر کاش
بڑا پہاڑ یہ فرہاد خستہ جاں کاٹے(38)

قارون : قارون ایک ایسا شخص گزرا ہے جس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ انتہائی قلاش اور غریب الدیار تھا۔ اس نے رب تعالیٰ سے دُعا کی کہ اگر مجھ کو مال و دولت عطا کر دے تو میں تیری راہ میں خرچ کروں گا اور تیرا نیک بندہ بن کر رہوں گا۔ رب تعالیٰ نے اس کی دُعا قبول کر لی اور اسے مال و دولت سے اتنا نوازا کہ ستر اونٹ پر اس کے خزانے کی چابیاں دھری جاتی تھیں۔ موسیٰ نے اس سے زکوۃ نکالنے کا کہا تو اس نے انکار کر دیا اور کفر و شرک میں پڑ گیا۔ رب تعالیٰ نے اسے خزانے سمیت زمین میں دفن کر دیا۔

کلاسیکی غزل میں کنجوس العین و مردود اور مال و دولت کی ہوس میں حد سے بڑھے ہوئے شخص کے لیے قارون تیج برتی جاتی ہے۔ آتش نے زمین سے سنہرے پھولوں کے اُگنے کو قارون کے دبے لڑائے سے تشبیہ دی ہے۔ یہ شعر آتش کا تلی قارون کے حوالے سے بہت مقبول اور بطور حوالہ آتا ہے۔ آتش نے محبوب بے مروت سے بوسہ کی خواہش پر ہزاروں گالیاں کھا کر قارونی مزاج کا مزہ چکھا ہے۔ شعر امجوب سے اچانک توقع کے برعکس ملاقات کو

قارون کا خزانہ ملنے سے تشبیہ دیتے ہیں۔آتش نے دولت دنیا سے بیزاری کو قارون کی دولت کی از حد پرستش سے منسوب کیاہے۔آتش کے ہاں تلمیحات کا خزانہ ملتاہے جسے سامنے لانا بہت ضروری ہے۔

ایک بوسہ مانگنے پر دے کے لاکھوں گالیاں
بخل میں قاروں سخاوت میں وہ بت حاتم ہوا(39)

زیر زمیں سے جو آتاہے گل سو زر بکف
قاروں نے راستے میں لٹایا خزانہ کیا(40)

جس قدر نفرت ہے اس سے مجھ توکل پیشہ کو
اس قدر ہو گی نہ قاروں کو محبت زر کے ساتھ(41)

مانی: مانی اپنے زمانے کا ناقابل ثانی مصور اور نقاش گزرا ہے جس کی قلمی تصویر میں روئسا، امرا اور بادشاہوں کے محل میں آویزاں ہوتی تھیں۔مانی نہ صرف لفظ گر، چتر کار مصور اور خطاط تھا بلکہ اس نے کل جہان کا فلسفہ اور دیگر علوم پڑھ رکھے تھے۔اس کی شہرت جب آسمان تلک پہنچی تو اس نے فرقہ مانویہ ایجاد کیا اور مختلف مذاہب کے اعتقادات کے ملغوبے سے ایک نیا متوازی دین بنالیا اور لوگوں کی ایک کثیر تعداد کو اپنے نظریات سے قائل کر لیا۔اس کا انجام بہت بُرا ہوا تاہم بطور لفظ گر اس کی بنائی ہوئی تصویر میں آج بھی قدر کی حیثیت سے یاد کی جاتی ہیں۔

آتش نے مانی کی کھینچی ہوئی شبیہوں کو قدرت اللہ کی کرشمہ سازی سے تشبیہ دی ہے۔غزال کی شبیہ اس قدر دلکش اور اچھوتے پیرائے میں کھینچی ہے کہ ہرن کی چوکڑی مانی کی چوکڑی بن گئی ہے۔آتش نے مانی کی تصویروں کو بولتا ہوا قرار دیا ہے۔

نہ زُلفِ یار کا خاکہ بھی کر سکا مانی
ہر ایک بال میں کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا(42)

شمشیر کھینچی اے مانی! تجھے پڑے گی
تصویر کر نہ میری تیار تا بہ گردن(43)

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

عین احسان ہے، مرے صفحہء دل پر مجھ کو
ایک تصویر اگر کھینچ دے، مانی تیری(44)

یوسف: رب تعالی کے برگزیدہ پیغمبر تھے جن پر رب تعالیٰ نے حسن کی دولت نچھاور کر رکھی۔ دین اسلام کی مجموعی تاریخ میں یوسف سے زیادہ حسین و جمیل نبی ماسو محمد کے کوئی نہیں ہوا۔ جس قدر رب تعالی نے انہیں شہرت دی اسی قدر امتحان بھی سخت لیے گئے جس میں آپ ثابت قدم رہے۔ آتش نے مختلف انداز یوسف کے مصر میں گزرے شب و روز سے متعلق واقعات کو تلمیحاتی پیرائے میں بیان کیا ہے۔

یوسف کی جستجو میں روانہ ہیں قافلے
نالاں جرس ہیں، شور ہے کوس رحیل کا(45)

یعقوب: یعقوب کو رب تعالیٰ نے یوسف ایسا بیٹا دیا جس کی فرقت میں عمر بھر گریہ زاری میں گزر گئی۔ حضرت یعقوب کا صبر ایوب کی طرح ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ یعقوب کو کعنان کا پیر کہا جاتا ہے اور ماہ کعنان یوسف کو کہا جاتا ہے۔ پسر عزیز کی یاد میں آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو جانا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ فراق یار میں چار آنسو بہا دینے سے گنگا کو بھرا جا سکتا ہے لیکن صبر یعقوب کے احساس درد کو چھو نہیں جا سکتا۔ آتش نے یعقوب سے متعلق متعدد اشعار میں ان کی شخصیت اور ذاتی پریشاں حالی کا نقشہ کھینچا ہے۔

کیوں نہ یعقوب کو یوسف ہو عزیز
کس کو پیارا نہیں فرزند ہوتا(46)

فراق یار میں رو رو کے آنکھوں میں کھوؤں گا
میں ہوں یعقوب کا ہم چشم، وہ یوسف کا ثانی ہے(47)

آتش کی غزلیات میں شخصی تلمیحات کے مطالعے سے یہ رجحان سامنے آتا ہے کہ آتش نے زبان دانی سے پورا فائدہ اُٹھایا ہے۔ ان کی تاریخ سے اور مذہبی شخصیات سے دلچسپی بہت گہری اور عقیدت و عبرت کی حامل ہے۔ آتش نے ناصحانہ انداز میں تاریخی و مذہبی اور اساطیری شخصیات کے واقعات و قصص کو اپنے عہد کی مخصوص صورتحال

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

سے متصل کر کے یہ تاثر واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ وقت کی گردش انسان کے لیے آزمائش اور آسائش کا سامان لیے ہوتی ہے۔وقت کی کسوٹی کی میزان میں ہر چیز نے خود کو آنکنا ہے۔

آتش نے جملہ کلام میں دسیوں بار ایک شخصیت کے متنوع پہلوؤں کو تلمیح کے پیرائے میں شاعرانہ آہنگ عطا کیا ہے جو آتش کی زبان پر گرفت اور اپنے عہد کی جملہ صورتحال سے گہری شناسائی کا پتہ دیتا ہے۔اس مقالے کے نتیجے میں یہ تاثر واضح ہو جاتا ہے کہ آتش نے بھرپور انداز میں تلمیحات شخصی کو اپنے کلام میں برتا ہے۔

حوالہ جات

1۔ عابد علی عابد،البیان،(لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،1994ء)ص118

2۔ مولوی نجم الغنی،مولوی،بحر الفصاحت،جلد دوم(لاہور: مجلس ترقی ادب،1988ء)،ص291

3۔ خواجہ حیدر علی آتش،کلیاتِ آتش،مرتب،مرتضیٰ حسین فاضل،(لاہور: مجلس ترقی ادب،1980)،ص128

4۔ ایضاً،ص187

5۔ ایضاً،ص383

6۔ ایضاً،ص142

7۔ ایضاً،ص363

8۔ ایضاً،ص100

9۔ ایضاً،ص137

10۔ ایضاً،ص313

11۔ ایضاً،ص80

12۔ ایضاً،ص329

13۔ طاہر القادری،ڈاکٹر،انبیاء ورسل کے فضائل ومناقب،(لاہور:منہاج القرآن پرنٹرز،2006ء)،ص123

14۔ آتش،کلیاتِ آتش،مرتب،مرتضیٰ حسین فاضل،(لاہور: مجلس ترقی ادب،1980)،ص89

15۔ ایضاً،ص290

16۔ ایضاً،ص430

17۔ ایضاً،ص138

18۔ ایضاً،ص131

19۔ ایضاً،ص339

20۔ ایضاً،ص75

21۔ ایضاً،ص101

22۔ ایضاً،ص412

23۔ ایضاً،ص83 24۔ ایضاً،ص290

25۔ ایضاً،ص91 26۔ ایضاً،ص153

27۔ ایضاً،ص422

28۔ هیرلڈیم، سکندر اعظم، مترجم خلیل احمد قادری،(لاہور: تخلیقات پرنٹرز، 1991ء)، ص29

29۔ آتش، کلیاتِ آتش، مرتب، مرتضیٰ حسین فاضل،(لاہور: مجلس ترقی ادب، 1980)، ص121

30۔ ایضاً،ص134

31۔ رام ناگ، بہشت شداد،(لکھنو: مفید عام پریس، 1952ء)، ص7

32۔ آتش، کلیاتِ آتش، مرتب، مرتضیٰ حسین فاضل،(لاہور: مجلس ترقی ادب، 1980)، ص110

33۔ ایضاً،ص127 34۔ ایضاً،ص138

35۔ ایضاً،ص134 36۔ ایضاً،ص447

37۔ ایضاً،ص114 38۔ ایضاً،ص329

39۔ ایضاً،ص149 40۔ ایضاً،ص162

41۔ ایضاً،ص329 42۔ ایضاً،ص92

43۔ ایضاً،ص269 44۔ ایضاً،ص348

45۔ ایضاً،ص45

46،47۔ ایضاً،ص149